بھارت کی مانیٹری پالیسی کے ۷ مرحلے

جناب شکتی کانت داس، گورنر ریزرو بینک آف انڈیا کا 24 جنوری 2020 کو

سینٹ اسٹیفن کالج یونیورسٹی آف دھلی میں خطاب

میں اپنی ''مادرِ علمی'' میں واپس آکر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں، یہاں آکر مجھے پرانی یادیں تازہ ہو رہی ہیں۔ آج میری خواہش ہے کہ میں ہندوستان کے پیرایہ میں مرکزی بینکنگ پر اپنا نقطہ نگاہ پیش کروں اور موجودہ صورتِ حال میں آر بی آئی کی اہمیت (رول) پر روشنی ڈالوں میں ہندوستان میں مالیاتی پالیسی کے ارتقاء پر اپنی توجہ مرکوز کرونگا اسکے لئے مشہور شاعر شیکسپیر کا حوالہ دیتے ہوئے اسکو میں ہندوستان کی مالیاتی پالیسی کے 7 (سات) مرحلہ بولونگا۔

2:۔ مرکزی بینکنگ کی تاریخ 17 ویں صدی سے شروع ہوتی ہے، جب پہلا ادارہ ''دی رکس بینک'' 1668 عیسوی میں سویڈن میں قائم ہوا اور اسکو وہاں ''سینٹرل بینک'' کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا، اسکی شروعات ''جوائنٹ اسٹاک بینک'' سے ہوئی تھی۔ اسکو سند دی گئی کہ یہ حکومت کو فنڈس قرض کی شکل میں دیگا اور کامرس (تجارت) کیلئے کلیرنگ ہاؤس کا کام کریگا۔ بعد میں ''رکس بینک'' نے تجارتی قرض دینا منسوخ کر دیا اور 1897 عیسوی میں ''بینک نوٹ جاری کرنے کا پورا اختیار اسکو مل گیا۔ بعد ازاں بہت سے ملکوں نے اس طرح کے ادارے قائم کئے جنھوں نے ''مرکزی بینکوں'' کی حیثیت سے کام کرنا شروع کر دیا۔ شروع کی یہ مرکزی بینکیں جیسے ''بینک آف انگلینڈ'' اور ''بینک ڈی فرانس'' حالانکہ یہ پرائیوٹ پونجی سے قائم ہوئی تھیں، انہوں نے آزادانہ طور پر قرضوں کو مالی مدد دی اور اسطرح یہ بینکنگ ایکٹیوٹیز میں شامل ہوتی گئیں، اس وقت سے مرکزی بینکیں ممالک کے درمیان مستقل طور پر ان ممالک کی معیشتوں کی ضروریات پوری کرنے میں شامل ہوتی گئیں اور اس طرح انہوں نے اپنے کو مالیاتی اسٹرکچر کی شکل میں ڈھال لیا آج ماڈرن مرکزی بینکوں کے کام بالکل مختلف ہیں ان سے جو پہلے قیام پذیر ہوئی تھیں۔

3:۔ میں آپکو ایک مختصر خاکہ پیش کرتا ہوں کہ آر بی آئی کا یک رخی تصور بنیادی طور پر معیشت اور مالیاتی ترقی کے ساتھ آپس میں ہمارے ملک میں آزادی کے بعد سے ہی گتھا ہوا ہے۔

4:۔ ریزرو بینک کا قیام آر بی آئی ایکٹ 1934 کے تحت کیا گیا تھا، اس کی اصل تمہید ریزرو بینک آف انڈیا کے وسیع اختیارات کے بارے میں بتاتی ہے۔ تمہید مندرجہ ذیل ہے۔

''یہ مناسب ہے کہ ''زیرِ رو بینک آف انڈیا'' کی تشکیل ہندوستان کیلئے بینک نوٹوں کو جاری کرنے کا نظام بنائے اور اور ہندوستان میں مالیاتی استحکام کو برقرار رکھنے کے مدِنظر انکو (بینک نوٹ) محفوظ رکھے، اور عام طور پر اپنے ملک کی کرنسی اور کریڈٹ نظام کو ملکی مفاد میں آپریٹ کرے (استعمال کرے)''۔

5:۔ اسکے بعد 1949 میں آر بی آئی کو قومیا لیا گیا، حالانکہ ریزرو بینک اپنے روایتی کاموں کو جیسے کرنسی منیجمنٹ بینکرس بینک اور حکومت کا بینکر کو جاری رکھے ہوئے ہے، اسکا مانیٹری پالیسی کے بندوبست سے متعلق کام میں وقتاً فوقتاً بہت سے معاملوں میں گہری تبدیلی ہوگئی ہے۔

6:۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں، پالیسی میں تبدیلی دو بڑی طاقتوں کی وجہ سے ہوتی ہے، پہلی اہداف جو پہلے صحیح لگ رہے تھے اب انکی اہمیت کم ہوگئی ہے وقت کے ساتھ بدلتے ہوئے رشتوں کے برتاؤ سے، مثال کے طور پر جب ہم دیکھتے ہیں کہ کم آمدنی کے ساتھ رقم کا رشتہ ویسا نہیں رہتا جیسا پہلے تھا، ہم نے بہت سے انڈیکیٹر 1998 میں اپنائے تھے، دوسرا، معلومات کا پیمانہ نئی تھیوریز کے ساتھ اپڈیٹڈ ہوتا ہے اور ثبوتوں کے ذریعہ اپنے اور بہتر پالیسی سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ مختصر طور پر ہندوستان میں کافی وقت سے مانیٹری پالیسی اسی طرح سے بنائی جاتی رہی ہے۔

معیشت کی بدلتی ہوئی خصلت کے ساتھ مالیاتی پالیسی کا ارتقاء

1935 سے 1949: شروعاتی دور

7:۔ یہ نوٹ کرنے کیلئے مزید اور بات یہ ہے کہ جب دنیا معیشت کی تباہی کے دہانے پر کھڑی تھی ریزرو بینک امید کی کرن روشن کر رہی تھی۔ اس نے

لڑکھڑاتے ہوئے بین الاقوامی سسٹم کو زندگی دیتے ہوئے آر بی آئی ایکٹ 1934 کی تمہید نے (پری ایمبل) مانیٹری پالیسی فریم ورک کی ارتقاء کیلئے ایک شاندار عمارت کی بنیاد رکھی۔ آزادی تک اسکا فوکس، کھلے مارکٹ آپریشنس کے ذریعہ لکوئیڈٹی کو ریگولیٹ کر کے اسٹرلنک کو مضبوطی دینا تھا۔ یہ کام بینک شرح کے اضافی مالیاتی ٹولس اور کیش ریزرو تناسب (سی آر آر) کے ساتھ کرنا تھا دیگر الفاظ میں، ایکسچینج شرح مانیٹری پالیسی کیلئے ایک لنگر کی طرح تھی۔ ہماری معیشت زراعت پر منحصر ہے۔ لہذا اکثر پیداوار کو دھکا لگنے پر افراطِ زر بے قابو ہو جاتا ہے جب کہ قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنا اور ضروری اشیاء کی راشننگ کا کام حکومت کا ہوتا ہے پھر بھی آر بی آئی چنے ہوئے کریڈٹ کنٹرول کے قدم اٹھاتی ہے اور اپنی اخلاقی ذمہ داری نبھاتے ہوئے بینکوں کو پابند کرتی ہے کہ وہ مخصوص مقاصد کیلئے کریڈٹ کو بڑھائیں۔

1949 سے 1969: مالیاتی پالیسی پانچ سالہ پلاننگ سے ہم آہنگ

8:۔ ہمارے ملک کی معاشیاتی تاریخ میں 1947 کی آزادی ایک ٹرننگ پوائنٹ (تبدیلی کا آغاز) تھا اس کے بعد منصوبہ بند معیشتی ترقی کی پالیسی بنائی گئی۔ ان دو دہائیوں میں اسٹیٹ کی نہ صرف نمایاں حیثیت بلکہ مالیاتی پالیسی کے طور طریقوں میں زبردست تبدیلیاں دکھائی دیں۔ ہمارا اہم مقصد تھا معاشرہ کیلئے سماجوادی پیٹرن اپنایا جائے۔ خود اعتمادی پر فوکس کے ساتھ اقتصادی ترقی کے راستہ پر چلا جائے۔ اسکے حصول کیلئے دیسی (ملکی) وسعت کو مضبوط بنایا جائے، چھوٹے اور بڑے انڈسٹریز کی حوصلہ افزائی کیجائے۔ عدم مساوات آمدنی کم کی جائے (امیر و غریب کی آمدنی کے فرق کو کم کیا جائے) علاقائی ترقیوں میں توازن یقینی بنایا جائے اور معاشیاتی طاقت کو ایک مرکز پر جمع ہونے سے روکا جائے۔ لہذا حکومت نے خود کو انڈسٹریز چلانے والے کردار میں ڈھالا انڈسٹریل سیکٹر کو پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگس قائم کر کے ڈیولپ کیا۔

9:۔ چونکہ ڈیولپمنٹ کیلئے منصوبہ بند طریقہ سے اخراجات اہم کردار نبھاتے ہیں، لہذا پروڈکٹو سیکٹرس کو کریڈٹ مختص کرنے پر زیادہ زور دیا گیا۔ مانیٹری پالیسی کی اہمیت، منصوبہ بند معاشیاتی ترقی کے دور میں پانچ سالہ پروگرام کی ضرورتوں کے اردگرد گھومتی رہی۔ اسوقت کوئی روایتی فریم ورک نہیں تھا مانیٹری پالیسی، معیشت میں کریڈٹ کیلئے سپلائی اور ڈمانڈ کے نظام پر ہی منحصر رہی۔ پالیسی کے انسٹرومنٹس کا استعمال کریڈٹ کی موجودگی کو ریگولیٹ کرنے میں ہی کیا گیا۔ یہ تھے بینک ریٹ، ریزرو ریکوائرمنٹس اور اوپن مارکٹ آپریشنس 1949 میں بینکنگ ریگولیشن ایکٹ پاس ہونے کے ساتھ ایس آیل آر کی ضرورت بھی بینکوں کے لئے حکومت کو قرض لینے کا ایک محفوظ ذریعہ مل گیا۔ یہ لکوئیڈٹی مینیجنٹ اور اضافی مانیٹری انسٹرومنٹ کے طور پر کام آیا۔ آزادی کے بعد کے دور میں افراطِ زر معتدل بنا رہا لیکن 1964 سے 1968 کے درمیان یہ بے قابو ہو گیا۔

1969 سے 1985: کریڈٹ پلاننگ

10:1969 میں بڑی بینکوں کو قومیا لیا گیا یہ مانیٹری پالیسی کی ارتقاء کا ایک سنہرا دور تھا۔ بینکوں کے قومیانہ (نیشنلائیزیشن) کا مقصد زیادہ سے زیادہ کریڈٹ مہیا کرنا یقینی بنانا تھا تا کہ انکی کارکردگی میں اضافہ ہو، چونکہ بینکوں کو کریڈٹ بڑھانے کا اختیار حاصل ہو گیا تھا، ریزرو بینک کے سامنے چنوتی تھی اکنامک گروتھ کو فائینس کرنے اور فنڈس سپلائی میں اضافہ کریڈٹ پھیلاؤ کی وجہ سے تھا کے مابین ایک توازن قائم رکھا جائے۔ اس کے علاوہ 1971 میں ہند۔ پاک جنگ 1973 میں قحط سالی 1973 اور 1979 میں عالمگیری تیل کے داموں میں اضافہ اور 1973 میں ہی بیریٹن، ووڈس نظام کا دھڑام ہونا، ان سب کی وجہ سے افراط زر میں بے تحاشہ اضافہ ہوا 1960 میں خسارہ کی فائینینسنگ کی وجہ سے حالت پہلے سے ہی خراب تھی اور 1970 آتے آتے اسمیں اور تیزی آگئی۔ اتفاق سے گھریلو معیشت میں اونچا افراطِ زر اور مجموعی افراطِ زر ایک ہی وقت میں اکٹھا ہو گئے۔ لہذا اسکا اثر یہ ہوا مہنگائی بے قابو ہو گئی اور گروتھ کم ہو گئی ترقی یافتہ معیشتوں میں۔ ایسی حالت میں روایتی مالیاتی انسٹرومنٹس، جیسے بینک ریٹ اور اوپن مارکٹ آپریشنس کم پڑ گئے جس سے مستحکم قیمتوں کیلئے فنڈرس کی سپلائی نا کافی رہی۔ چونکہ بینکیں ڈپازٹس سے بھری ہوئی تھیں خسارہ کی فائینینسنگ کے تحت انہوں نے آر بی آئی سے فنڈس کی مانگ بھی نہیں کی۔ لہذا مانیٹری پالیسی انسٹرومنٹ کے طور پر بینک ریٹ کی اہمیت بھی اتنی نہیں رہی۔ اسی طرح گورنمنٹ سیکیوریٹز جو کم ارتقاء پذیر تھیں کی وجہ سے، اوپن مارکٹ آپریشنس بھی محدود اسکوپ کے ساتھ ہی مانیٹری پالیسی انسٹرومنٹ کے طور پر زیادہ کارگر نہیں ہوئے۔ اس دور میں ہمارے ملک کا اوسط گروتھ ریٹ 4.00% رہا جبکہ تھوک پرائز انڈیکس (ڈبلو پی آئی) کی بنیاد پر افراطِ زر قریب 8.8% فیصد تھا۔

1985 سے 1998 مالیاتی اہداف کی طرف

11: 1980 کی دہائی میں مالیاتی غلبہ پر زیادہ زور دیا گیا جو کہ بجٹ خسارہ میں ایڈہاک ٹریژری بلس اور 1985 تک ایس ایل آر میں اضافہ سے خودکار (آٹومیٹک) مونیٹائزیشن میں دکھائی دیا۔ لازم وملزوم طور پر افراطِ زر کا اثر (خسارہ والی فائننسنگ کی وجہ سے) سخت مانیٹری پالیسی لانے کیلئے مجبور ہوئے۔ سی آر آر اور بینک ریٹ دونوں ہی بہت بڑھائے گئے۔ مانیٹری پالیسی افراطِ زر اور ترقی کو رفتار دینے میں حاصل تجربوں کی بناپر 1985 میں ''چکرورتی کمیٹی'' کی سفارش پر مانیٹری پالیسی فریم ورک میں مالیاتی اہداف کو اپنایا۔ اس فریم ورک میں مالیاتی پھیلاؤ کو محدود کرتے ہوئے افراطِ زر پر قابو پانا ہی مقصد تھا۔ ریزرو فنڈس اپریٹنگ ہی ہدف کی طرح استعمال کئے گئے۔ اور زیادہ فنڈس درمیانی ہدف کے طور پر استعمال کئے گئے، رقم کی سپلائی کے ذریعہ ہدف والی ترقی اصل جی ڈی پی گروتھ اوور قابل برداشت افراطِ زر کی بنیاد پر تھی۔ یہ ہمارا رخ لچکدار تھا کیونکہ اس سے بعد کے اثرات کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی تھی۔ سی آر آر کا استعمال مانیٹری کنڑول کے لئے پرائمری انسٹرومنٹ کی طرح کیا گیا۔ تاہم مالیاتی غلبہ جاری رہا، ایس ایل آر اور سی آر آر 1990 تک اپنی سب سے اونچے لیول تک پہونچ گئے۔

12: 1980 کی آخری دہائی میں شروع ہوئی خرابی مالیاتی حالت 1991-92 تک اتنی خراب ہوگئی کہ ہماری بیرونی بیلینس پوزیشن بہت گرگئی اور گھریلو گروتھ ڈھڑام ہوگئی، اس خراب مالی حالت میں مزید ابتری عالمگیر جھٹکوں۔ خلیجی جنگ اور سویت یونین کا ٹکروں میں بٹ جانے سے ہوگئی۔ نتیجتاً بیلینس آف پیمینٹس بحران نے مالیاتی ڈھانچہ میں سدھار کیلئے دباؤ ڈالا، مالیاتی سیکٹر میں پابندیوں کو دور کرنا اوور معیشت کو کھولدینا تاکہ معقول گروتھ اور قیمتوں میں استحکام آسکے۔ موجودہ وقت 1993 میں فکسڈ ایکسچینج ریٹ سے ہٹ کر بازار سے طے ایکسچینج ریٹ کی طرسسٹم کردیا۔ ٹریڈ اور مالیاتی سیکٹر سُدھار، اور فارن پونجی بہاؤ ہماری طرف آنے سے اور مالیاتی نئی نئی جہت سے منی ڈمانڈ فنکشن میں استحکام کی ذمہ داری آئی ساتھ ہی ساتھ زیادہ پیمانہ پر فنڈس سے درمیانی ہدف پر سوال اٹھے، اس وقت بازار کی بنیاد پر فائنینسنگ کی طرف دونوں حکومت اور پرائیویٹ سیکٹر نے توجہ دی۔ اصل میں ایڈہاک ٹریزری بلس کے ذریعہ خودکار طور پر رقم ڈالنا 1997 میں ہی ختم ہوگیا تھا۔ اسکی جگہ ویز اینڈ مینس ایڈوانسز (ڈبلو ایم اے) سسٹم نے لے لی تھی اس دوران اوسطاً گھریلو گروتھ ریٹ 5.6% فیصد اور اوسطاً ڈبلو پی آئی۔ بنیاد پر افراطِ زر 8.1% فیصد تھا۔

1998 سے 2015: متعدد علامتوں کی شفارش:

13: 1990 کے شروع سے معیشت میں آزادانہ رخ اور نئی نئی مالیاتی جہتوں نے اسوقت کا مانیٹری پالیسی فریم ورک جو ہدف سے متعلق تھا زیادہ کارگر نہیں رہا، ضرورت محسوس کی گئی اس فریم ورک پر پھر سے غور کرنے کی اور اسکے آپریشن طریقۂ کار کو بدلنے کی۔ نتیجتاً ریزرو بینک نے اپریل 1998 میں متعد علامتوں کی سفارش کی۔ اس کے تحت مالیاتی مجموعہ کے علاوہ وہ ایک نیا سسٹم جس میں کریڈٹ آوٹ پٹ، افراطِ زر ٹریڈ، پونجی کا بہاؤ، ایکسچینج ریٹ، مختلف بازاروں کے منافع اور مالیاتی کام (پرفارمینس) ان سبھی سے حاصل معلومات کی بنیاد پر مانیٹری پالیسی تشکیل دیگئی۔ فسکل ذمہّ داری اور بجٹ مینیجمنٹ (ایف آر بی ایم) ایکٹ 2009 میں مالیاتی ڈسپلن متعارف کیا گیا، مانیٹر پالیسی میں لچک (نرمی) دی گئی، گھریلو معیشت میں بازار کی ذمہ داری بڑھائی گئی اور انٹریسٹ ریٹ قانون سے آزاد رکھا گیا جسکو 1990 کے شروع میں عمل میں لایا گیا تھا۔ اس سے مانیٹری پالیسی کے انسٹرومنٹس براہ راست سے بالواسطہ کردئے گئے اسلئے مانیٹری پالیسی بنانے کیلئے بہت سے انسٹرومنٹس کے بدلے ریٹ چینلس پر زیادہ زور دیا گیا۔ اسکے مطابق شارٹ ٹرم انٹریسٹ ریٹس آر بی آئی کی مانیٹری پالیسی کی علامت بن گئے۔

14:۔ چھوٹی مدت کے انٹریسٹ ریٹ کو مستحکم رکھنے کیلئے ریزرو بینک نے منی مارکٹ کو دوسرے مارکٹ کھلاڑیوں کے ساتھ مدغم کرنے پر زور دیا۔ اس سے مالیاتی شرائط (حالات) کو حسب خواہ برابر برابر زاویوں پر رکھنے کیلئے پالیسی انسٹرومنٹس کو ہم آہنگی کے ساتھ استعمال کرکے مارکٹ لکوئیڈتی کو تبدیل کیا۔ انمیں سے کچھ انسٹرومنٹس بشمول ریزروضرورتوں میں بدلاؤ، قائم سہولتیں اور او ایم اوز جن سے مارجنل لکوئیڈتی کی مقدار پر اثر پڑا، جبکہ پالیسی شرح میں تبدیلی، جیسے بینک ریٹ، ریورس ریپو/ریپو ریٹس وہ انسٹرومنٹس تھے جو لکوئیڈتی کی قیمت کو تبدیل کرتے تھے۔

15:۔ میکرواکنامک کے نتائج کے اندازوں سے یہ حاصل ہوا کہ متعدد علامتوں کی سفارشوں 1998-1999 سے 2008-2009 تک بہتر نتائج

دے۔اس دوران اوسطاً گھریلو گروتھ ریٹ بہتر ہو کہ 7.7% فیصد پر پہونچا اور ڈبلو پی آئی کی بنیاد پر افراطِ زر کم ہو کہ 5.4% فیصد پر رک گیا۔

2013-2016: افراطِ زر کو قابو میں رکھنے کی بنیادی شرائط:۔

16:۔عالمگیر بحران کے دور کے بعد (2008 کے بعد) میں، اس فریم ورک کی ساکھ پر سوال اٹھنے لگے۔ کیونکہ افراطِ زر لگاتار اونچا رہتا اور گروتھ کم زور ہونا دونوں مجود در ہے 2012-13 میں افراطِ زر دو ہندسوں میں رہنا ،مئی۔ جون 2013 میں امریکہ کی فیڈرل بینک کی پتلی حالت نے ہماری گھریلو مالیاتی پالیسی کے سامنے بہت سی چنوتیاں پیش کر دیں ہم کس طرح گروتھ کو برقرار رکھنے اور افراطِ زر کے مابین توازن قائم رکھیں تاکہ مالیاتی استحکام محفوظ رہے۔ متعدد علامتی سفارشوں پر نکتہ چینی کی جانے لگی لوگوں کو محسوس ہوا کہ یہ سسٹم جس میں بہت سے انڈیکیٹر ہیں، مانیٹری پالیسی کیلئے اینکر (لنگر) کے بارے میں اس میں صحیح اور صاف تعریف نہیں کی گئی ہے۔ آر بی آئی نے ایک ایکسپرٹ کمیٹی بنائی تھی مانیٹری پالیسی فریم ورک کو مضبوط کرنے کیلئے اور اسکو مشورہ دیا کہ وہ مانیٹری پالیسی کو مزید شفاف اور بہتر نتیجہ دینے والی بنائیں 2014 کی رپورٹ میں کمیٹی نے متعدد علامتوں والے رُخ (ملٹیپسل انڈیکیٹرس اپروچ) کا جائزہ لیا اور سفارش کی کہ بھارت میں مانیٹری پالیسی تریم ورک کیلئے افراطِ زر ایک نامینل اینکر ہونا چاہئے۔ اس کمی کے برخلاف ریزروبینک نے اپنے اوپر ایک پھسلنے والا راستہ (گائیڈ پاتھ) اپنایا افراطِ زر کو ایک ترتیب کے ساتھ کم کرنے کیلئے 2013 نومبر میں یہ 11.5% فیصد تھا جو جنوری 2015 میں کم ہو کر 8% فیصد پر آیا اور جنوری 2016 میں 6% فیصد تیسرے 2016-17 کے چوتھے کواٹر میں یہ 5% فیصد رہ گیا۔

2016 و اسکے بعد: لچیلا افراطِ زر ہدف:

17:۔اس دوران 20 فروری 2015 میں بھارت سرکار اور ریزروبینک آف انڈیا کے درمیان مانیٹری پالیسی فریم ورک سمجھوتہ پر دستخط ہوئے۔ بعد ازاں ،لچیلا افراطِ زر ہدف (فلیکسیبل انفلیشسن ٹارگیٹنگ، ایف آئی ٹی) باضابطگی سے، آر بی آئی ایکٹ 1934 میں ترتیم کے ساتھ مئی 2016 میں اپنالیا گیا۔ اس ترمیم شدہ ایکٹ میں مانیٹری پالیسی کے معاملہ میں ریزروبینک کی اہمیت (رول) کو اسطرح سے بتایا گیا۔

''مانیٹری پالیسی کا بنیادی مقصد ہے قیمتوں کو استحکام دینا جب کہ ذہن میں گروتھ کا مقصد ہو''

18:۔اس اختیار کے ذریعہ، آر بی آئی نے ایک لچیلا افراطِ زر ہدف (ایف آئی ٹی) فریم ورک اپنایا، اسکے تحت قیمتوں کے استحکام کے ہدف کو اولیت دینا مان لیا گیا ہے۔ ہندوستان کے حساب سے کنزیومر پرائز کے لئے 4% فیصد ہدف (افراطِ زر کا) جسمیں 2%-/+ کی برداشت شامل ہے۔ جبکہ ساتھ ہی ساتھ گروتھ (ترقی) پر ہی نگاہ مرکوز رہے، اور افراطِ زر قابو میں رہے، افراطِ زر اور گروتھ پر زیادہ زور دینا میکرو اکنامک منظر افراطِ زر اور گروتھ نظریہ آنے والے ڈاٹا سے حاصل اشاروں پر منحصر ہے۔ اسوقت سے آر بی آئی مانیٹری پالیسی پر بہت دور تک کی سوچ اور اثر دار مواصلاتی، ذریعہ سے افراطِ زر کو اپنے ہدف کے مطابق برقرار رکھے ہوئے ہے اسطرح گروتھ کو سپورٹ کیا جارہا ہے۔ اس موقع پر آر بی آئی اپنے بہترین انداز میں مانیٹری پالیسی کو آپریٹنگ طریقہ کار سے مالیاتی بازاروں پر اپنا چھاپ چھوڑ رہی ہے اور اس طرح صحیح معیشت پر اثر پڑ رہا ہے، اسکے نتیجہ میں افراطِ زر کامیابی کے ساتھ 2017-18 سے اوسط 4% فیصد سے بھی کم ہو گیا ہے، حالانکہ اسکے باوجود موجودہ بحران میں یہ افراطِ زر غذائی قیمتوں، خاص طور پر سبزی ترکاری کی قیمتوں میں اضافہ کیوجہ سے کچھ بڑھا ہے یہ سب مخالف حالات جیسے بغیر موسم کی برسات اور سائیکلون آنے کی وجہ سے ہوا ہے۔

نظریاتی ترقی مالیاتی پالیسی کی نشوونما بدلتی ہوئی نظریاتی ترقی اور بین الاقوامی بہترین اصولوں کے ساتھ:

19:۔بھارت میں مالیاتی پالیسی فریم ورک نظریاتی ترقی اور بین الاقوامی بہترین اصولوں سے رہنمائی حاصل کرتا ہے، مثال کے طور پر، بریٹن ۔ووڈس سسٹم جسمیں فکسڈ ایکسچینج ریٹ اور اونچی افراطِ زر 1970 میں ترقی یافتہ ممالک میں تھی، نے منی سپلائی کو ایک روایتی اینکرس کی طرح سمجھا اور اسکو ضروری بیک گراؤنڈ تسلیم کیا، یہ سسٹم دھڑام ہو گیا 1980 کے آخر میں کسی طرح بہت سے ترقی یافتہ ممالک کا مانیٹری ٹارگیٹنگ فریم ورک غیر تسلی بخش تھا کیونکہ افراطِ زر آپسی تال میل نہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑھ گیا تھا۔ اسی طرح بھارت میں 1990 میں منی ڈمانڈ فنکشن میں استحکام نہ رہنے کے ثبوت ملے جس کی وجہ سے 1998 میں مانیٹری ٹارگیٹنگ سے متعدد انڈیکیٹرس اپروچ کی طرف ہم تبدیل ہوئے۔

20:1990 کی وروعات سے 1990 میں نیوزیلینڈ کے ساتھ شروع میں، بہت سی ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی مارکٹ اکنامیز (ای ایم ائی سی) نے اپنے

کو پالیسی فریم ورک کو ترجیح دیتے ہوئے انفلیشن ٹارگیٹنگ سے رخ موڑ کر اس طرف کرلیا، بھارت نے حالانکہ اسکو فریم ورک کو 2016 میں پنایا جس سے ہمکو بہت مدد ملی مختلف ممالک میں اس فیرم ورک کے لاگو ہونے کے بعد سے لمبہ عرصہ تک کے تجربات سے ہم نے کافی استفادہ حاصل کیا۔ حقیقت میں علمی مالیاتی بحران کے بعد کے تجربوں نے سوال کھڑے کردئے متعلقہ قیمتوں کے استحکام پر کم توجہ مرکوز پر چونکہ یہی مانیٹری پالیسی کا مقصد تھا۔ اسکی وجہ سے انفلیشن ٹارگیٹنگ کیلئے لچیلا رخ اپنایا گیا تاکہ میکرو فائینینشیل استحکام حاصل ہوسکے۔

مالیاتی پالیسی کی نشوونما مالیاتی بازار کی ترقی کے ساتھ:

21:۔ مالیاتی بازاروں کا مانیٹری پالیسی کو موثر طریقہ سے بڑھانے میں اہم کردار ہوتا ہے اور یہ جذباتی معیشت کو مضبوط بناتا ہے۔ مانیٹری پالیسی کی منتقل دو مرحلوں میں ہوتی ہے۔ پہلے مرحلہ میں مالیاتی پالیسی میں تبدیلیاں منی مارکٹ کے ذریعہ دوسرے منی بازاروں میں پہونچتی ہیں۔ مثال کے طور پر بانڈ مارکٹ اور بینک لون مارکٹ، دوسرے مرحلہ میں شامل ہوتے ہیں، مانیٹری پالیسی کی افزائش مالیاتی بازار سے حقیقی معیشت کی طرف متحرک ہونا۔ انفرادی اور فرموں کے موثر خرچیلے فیصلے۔ مالیاتی نظام کے اندر، منی مارکٹ، مانیٹری آپریشنس میں، جو مرکزی بینک کے ذریعہ کئے جاتے ہیں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

22:۔ ہندوستان کے معاملہ میں 1980 سے پہلے منی مارکٹ میں انسٹرومنٹس کی قلت اور گہرائی کی کمی تھی۔ محدود شراکت داری کی وجہ سے، منی مارکٹ میں پونجی کا بہاؤ سکڑا ہوا تھا، اس میں کچھ غالب لینڈرس (اُدھار دینے والے) تھے اور وہیں گھسے پٹے بارووَرس (قرض لینے والے) تھے۔ ایڈہاک ٹریزری بلس، فکسڈ انٹریسٹ ریٹ کے ساتھ جو خودکار مونیٹائزیشن نظام کے تحت تھا، کی موجودگی میں یہ ٹریزری بلس شارٹ ٹرم منی مارکٹ انسٹرومینٹ کے طور پر زیادہ کامیاب نہیں ہوئے۔ نظم ونسق سے جڑا ہوا انٹریسٹ ریٹ اور گنے چنے انویسٹرس جو گورنمنٹ سیکیوریٹیز مارکٹ میں انویسٹ کرتے تھے، نے اوپن مارکٹ آپریشنس کو زیادہ موثر مانیٹری کنٹرول کیلئے انسٹرومنٹ بنایا، انٹریسٹ ریٹ کے ریگولیشنس جسکی وجہ سے مختلف مارکٹ سیگمنٹس میں شراکت داری پر پابندی عائد تھی جو کہ مالیاتی پالیسی منتقلی کیلئے نہایت ضروری ہے۔ ایسے ماحول میں مالیاتی پالیسی نے شروعاتی طور پر کریڈت پلاننگ اور چُنے ہوئے کریڈٹ کنٹرول اور خاص طور سے بڑے انسٹرومنٹس کے ذریعہ مانیٹری ٹارگیٹنگ پر بھروسہ کیا۔

23:1990 کے شروع میں ہی مالیاتی بازاروں میں اصلاحات شروع ہوئیں۔ لہذا مالیاتی سسٹم میں مختلف قیمتوں کو ختم کرنے اور غیر قیمتوں کے کنٹرول کو ختم کیا جانے لگا اسکا مقصد مالیاتی بازاروں کو آپس میں متحد رکھنا تھا۔ اصلاحی قدموں نے اسٹرکچرل تنگ راستوں کو ہٹادیا، نئے کھلاریوں اور نئے انسٹرومنٹس کو متعارف کرایا، مالیاتی اثاثوں کی آزادانہ قیمتیں طے کرنے کو یقینی بنایا، پابندیوں میں چھوٹ دی، اداروں کو مضبوط کیا، ٹریڈنگ میں سدھار کیا، کلیرنگ اور تصفیہ کے طریقۂ کار میں بہتری کی، مارکٹ میں اچھے طریقوں کو بڑھاوادیا اور شفافیت پر زیادہ زور دیا۔ ان اصلاحات سے دھیرے دھیرے مالیاتی بازاروں میں قیمتیں مستحکم ہوئیں اور انٹریسٹ ریٹ ایک بہترین میکنزم کے طور پر اُبھرا۔ اس نے لکوئیڈٹی ایڈجسٹمنٹ فیسلیٹی (ایل اے ایف) کے تعارف کا راستہ کھول دیا، یہ سال 2000-2001 میں ہوا۔ ایل اے ایف دونوں لکوئیڈٹی منیجمنٹ اور رانٹریسٹ ریٹ کے اشاروں کی طرف کیلئے ایک اوزار کی طرح کام کرنے لگا۔ گھریلو مالیاتی بازاروں اور عالمی مالیاتی بازاروں کے تال میل کے درمیان، بعد میں آر بی آئی نے گھریلو مانیٹری پالیسی پر عالمی ارتقا کے اثرات کو تسلیم کرلیا۔ مالیاتی بازاروں میں ڈیولپمینٹس نے آر بی آئی کو اس قابل بنادیا کہ وہ مانیٹری پالیسی کیلئے بازار کی بنیاد والے انسٹرومنٹس کا استعمال کرے اور مالیاتی بازاروں سے حاصل معلومات کو بہتر طور پر استعمال میں لائے، جب بھی وہ مانیٹری پالیسی پر متعدد انڈیکٹرس اپروچ کے تحت کام کرے۔

24:۔ حالانکہ مالیاتی بازاروں کے بہت سے دائروں (حصہ) نے وقت کے ساتھ ساتھ گہرائی اور میچورٹی حاصل کرلی تھی، لیکن سب سے بڑی چنوتی تھی پالیسی ریٹ میں تبدیلی فوراً اور تیزی سے نہ صرف منی مارکٹ سیگمنٹس کی طرف بلکہ کریڈٹ بازاروں تک منتقل ہو۔ ان چنوتیوں سے نپٹنے کیلئے ریزروبینک بہت سے طریقۂ کار (ماڈلس) کی کوشش کررہا ہے۔ اور اسی وقت لکوئیڈٹی منیجمنٹ فریم ورک بھی 2016 سے بہترین طریقہ سے کام کررہا ہے اس مقصد کے ساتھ کہ آپریٹنگ ہدف پالیسی ریٹ سے جڑا ہوا ہو۔ اس فریم ورک کے تحت، ریزروبینک نے بازار کو یقین دلایا ہے کہ وہ اپنی دیرپا لکوئیڈٹی ضروریات کو پورا کریں جب وہ شارٹ ٹرم لکوئیڈٹی شرائط کے ساتھ اپنے آپریشنس کو انجام دیں نیز پالیسی کے ساتھ تال میل بنائے رکھیں۔ طرح طرح کے انسٹرومنٹس کے

زریعہ بشمول فکسڈ اور تغیّر پذیر ریٹ ریپو/ریورس ریپو (مختلف میچورٹیز والے)، مارجنل اسٹینڈنگ سہولت (ایم ایس ایف) اور سیدھے اوپن مارکٹ آپریشنس۔مختلف وقفہ پرکیش منیجمنٹ بلس اور فارن ایکسچینج اولا بدلی کے ذریعہ مقاصد کی تکمیل ہوئی تھی۔

موجودہ سیاق وسباق میں چیلنجز

25:۔مرکزی بینکوں کیلئے سب سے بڑی چنوتی موجودہ اقتصادی حالت کا صحیح اندازہ لگانا ہے۔جیسا کہ ہم سبھی جانتے ہیں کہ اہم پیرامیٹرس کا مختصر اسٹیمیٹ لگانا، جیسے صحیح ماحصل اور صحیح وقت کی بنیاد میں ماحصل میں چھوٹی ہوئی جگہ کا اندازہ لگانا بہت چنوتی والا کام ہے۔حالانکہ یہ مانیٹری پالیسی کیلئے فیصلہ کن ہوتے ہیں۔موجودہ دور میں بہت سے معیشتوں میں بدلتی ہوئی گروتھ کا رجحان، بدلتے ہوئے عالمی اثرات اور مالیاتی سلسلوں وتجارتی سلسلوں میں تال میل کا نہ ہونا، سپلائی میں رکاوٹیں آنا، لہذا ہم واضح کرسکتے ہیں کہ کیوں پوری دنیا میں مانیٹری پالیسی غیر متعین حالت میں ہے۔مانگ میں سستی (کمی) اور سپلائی کی طرف بھی کمی پر ہمیں غور کرکے ایک نظریہ بنانا ہوگا تاکہ وقت کے اندر اندر کاؤنٹر پالیسیز کا استعمال کرکے افراطِ زر پر قابو پایا جاسکے۔

26:۔ہم ریزروبینک میں اسلئے سروے کی بنیاد پر معلومات حاصل کرنے اور آنے والا ڈاٹا کی بنیاد پر معیشت کے تعین کو ماڈل کی بنیاد پر اندازوں کو آمنے سامنے رکھ کر سب پر غور کرکے پالیسی بناتے ہیں اس طرح سے ریزور بینک کو مدد ملتی ہے، افراطِ زر کو قابو کرنے کیلئے فوری قدم اٹھانے کی اس سے پہلے کہ معیشت میں مندی آئے ہم مقابلہ کیلئے تیار رہتے ہیں، مانیٹری پالیسی کی اپنی خود کی لمٹ ہوتی ہے، ڈھانچہ گت اصلاحات اور اقتصادی اقدام جاری رکھے جاسکتے ہیں اور مانگ پر وگروتھ پر آرام دہ دھکا (دباؤ) دیا جاتا ہے۔کسی جگہ میں نے اپنی پہلی کی باتوں میں کچھ اہم ومضبوط گروتھ ڈرائیورس پر روشنی ڈالی تھی جو آگے و پیچھے کے رشتوں سے گروتھ کو بڑھانے میں مددگار ہوسکتے ہیں، ان میں کچھ علاقہ، فوڈ پروسیسنگ انڈسٹریز، ٹورزم، ای کامرس، اسٹارٹ اپس اور عالمی قیمتی چین کا حصہ بننے کی کوششیں ہیں، حکومت بھی انفرااسٹرکچرل پر خرچ (سرمایہ کاری) پر اپنی توجہ مرکوز کررہی ہے، جو معیشت کی گروتھ مضبوطی میں اضافہ کریگا، ریاستیں بھی پونجی اخراجات بڑھا کر جس سے کئی گنا اثر پڑتا ہے، معیشت کی مضبوطی میں اہم رول ادا کرسکتی ہیں۔

اختتامی تبصرے:۔

27:۔ہندوستان میں مانیٹری پالیسی فریم ورکس نے اصولوں اور ملک کی پریکٹس میں ترقی کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرکے ہی نشوونما پائی ہے، معیشت کی بدلتی ہوئی فطرت اور مالیاتی بازاروں میں ڈیوپلیمنٹ بھی ایک حصہ رہے یں، کشادہ مقاصد کے اندر حالانکہ افراطِ زر پرزور، گروتھ، مالیاتی استحکام، مانیٹری پالیسی کے نظام بدل گئے ہیں۔جبکہ عالمی تجربات مالیاتی استحکام کے ساتھ ایک اضافی پالیسی مقصد ابھی بھی غیر تصفیہ شدہ ہے، ریزروبینک ہمیشہ سے آربی آئی ایکٹ کی تمہید (پری ایمبل) پر عمل کرنے کو لیکر مالیاتی استحکام کو پوری اہمیت دے رہی ہے۔بینکوں کے ریگولیشن اور سپروژن اور غیر بینک مالیاتی ادارے جو آربی آئی پر منحصر ہیں، مجوزہ وقتاً فوقتاً نافذ ہونے والے عالمی قوانین سے قدم ملا کر چل رہے ہیں۔ابھی حال میں مالیاتی استحکام پر توجہ صرف ریگولیشن اور سپروژن تک محدود نہیں رہی ہے بلکہ روایتی مالیاتی نظام جو ان غریبوں جنکا تعلق بینک سے نہیں ہے اور جن لوگوں کی (آبادی کو) ایسی کوئی خدمت نہیں ہوئی ہے، تک اسکی پہونچ ہوئی ہے۔

28:۔مالیاتی شمولیت کے علاوہ ہمارا فوکس (توجہ) بے خطر، بغیر کسی درار (گیپ) کے اور وقت مقررہ ادائیگی اور تصفیہ پر بھی ہے۔یہ تجدید شدہ فوکس مالیاتی شمولیت اور محفوظ ادائیگی وتصفیہ پر ہی نہیں مرکوز ہے بلکہ گھریلو مالیاتی نظام میں عوام میں اعتماد قائم کرنے پر بھی ہے۔ہمارا دھیان قیمتوں کے استحکام، مجموعی گروتھ اور مالیاتی استحکام کو اور بہتر بنانے پر بھی ہے۔

☆☆☆☆